مولانا ظفر علی خاں کی شاعری میں قائد اعظم کی تحسین۔ ایک مطالعہ

منزہ منور سلہری

Munazza Munawar Sulehri

Assistant Professor, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Mulana Zafer Ali Khan was a Writer, Poet, Translator and a Journalist. Who played an Important role in the Pakistan Movement againt the British Raj. Apart from Islamic religious sciences, He was well-versed in the latest theories of economics,sociology and politics and for his erudition as well as methods,is generally considered to be "The Father of Urdu journalist".Maulana Zafar Ali Khan wrote a lot of poems in the appreciation of the Quaid-e-azam. This article is written in the appreciation of the Quaid-e-Azam.

اپنے دور کا سب سے اہم اخبار زمیندار، تحریکِ احرار، منظوم اداریے، کئی زبانوں پر دسترس، فی البدیہ شعر، مقبول ترین نعتوں کے خالق غیر معمولی ذہانت اور قابلیت کے مالک، شعلہ بیان مقرر جنھیں دنیا بابائے صحافت کے نام سے جانتی ہے مولانا ظفر علی خان۔ آپ زندگی بھر برصغیر کے مسلمانوں کی آواز بنے رہے، آپ پرآشوب حالات میں بھی اُمید کی شمعیں جلاتے رہے اور قوم کے دلوں کو یہ کہ کر گرماتا رہے کہ:

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تخت جگہ آزادی کی یا تختہ مقام آزادی کا

مولانا ظفر علی خاں ۱۸۷۳ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ،آپ کی ابتدائی تعلیم مشنری ہائی سکول وزیر آباد سے حاصل کی اور علی گڑھ کالج سے انٹرمیڈیٹ کے بعد ریاست جموں و کشمیر کے محکمہ ڈاک میں ملازمت اختیار کی جہان ان کے والد بھی کام کر چکے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد استعفٰی دے کرد

دوبارہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور بی۔اے کی ڈگری حاصل کی گریجوایشن کرنے کے بعد ممبئی میں مسلمان سیاسی رہنما نواب محسن الملک کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔۱۹۰۸ میں مولانا لاہور آئے اور روز نامہ لاہور کا چارج سنبھالا۔ یہ اُردو اخبار ۱۹۰۳ میں مولانا کے والد مولوی سراج الدین نے مسلمانوں کے لیے نکالا تھا۔اس لیے آپ کو بابائے صحافت بھی کہا جاتا ہے۔مسلم لیگ اور قائد اعظم سے آپ کی گہری وابستگی تھی،۲۳ مارچ ۱۹۴۰ کے تاریخی اجلاس میں آپ نے پنجاب کے دیگر رہنماؤں کی طرح نہ صرف شرکت کی بلکہ قرار دادِ لاہور کی تائید بھی کی۔مولانا ظفرعلی خان نے بچپن سے ہی شاعری میں دلچسپی لینا شروع کردی تھی۔انہوں نے اپنی مادری زبان پنجابی کے بجائے اُردو میں شاعری کو ترجیح دی۔آپ کی شاعری مین جہاں مذہبی اور سیاسی رنگ نمایاں تھا وہیں جذبہ عشقِ رسول ﷺ آپ کی شاعری کا نمایاں وصف تھا۔

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

مولانا ظفرعلی خاں نے ۲۷ نومبر ۱۹۵۶ کو وزیرآباد کے قریب اپنے آبائی علاقے کرم آباد مین وفات پائی۔ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اس موضوع پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''۱۸۷۳ میں کرم آباد (وزیرآباد ضلع گوجرنوالہ) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ سے اعزاز کے ساتھ بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔سالہا سال لاہور سے مشہور اخبار زمیندار نکالتے رہے کئی شعری مجموعے مثلاً بہارستان، نگارستان، چمنستان اور نثری متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں۔خطیب اور سیاستدان کے طور پر بھی بڑی شہرت پائی۔۱۹۵۶ء میں انتقال ہوا اور اپنے گاؤں ہی میں تدفین ہوئی۔''(۱)

مولانا ظفرعلی خان نے ہر خوف وخطرے سے بالا تر ہو کر قلم کی صداقت کو ہمیشہ بلند رکھا۔آپ نے صحافت کے میدان میں سچ اور حق کو بلند کیا اور اسی وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔آپ کے مخالفین بہت سے اخبارات ہوگئے۔ڈاکٹر مسکین حجازی اس بارے میں کہتے ہیں۔

" اُردو میں مولانا ظفرعلی خاں تن تنہا تھے اور ساتھ خوف و ہراس کا نام ونشان نہیں تھا۔مولانا ظفرعلی خاں ایک شادالکلام شاعر، بے مثال ادیب، انشاپرداز، خطیب، سیاست دان، عالم اور صحافی تھے۔ ان کی بیشتر توانائیاں انگریزوں کی غلامی کے خلاف جہاد میں صرف ہوئیں۔وہ صحافت کے میدان میں بھی اسی مقصد کے لیے آئے تھے۔اگرچہ اور رہنماؤں نے بھی صحافت کے ذریعے غلامی کے

خلاف جہاد کیا مگر مولانا ظفر علی خاں کا قلم تو شمشیر برہنہ تھا۔‘‘(۲)

مولانا ظفر علی خاں کو اسلام سے بے حد محبت تھی انہوں نے اسی محبت کے اظہار کی خاطر بے شمار نظمیں لکھیں وہ انتہا درجے کے محبِ وطن بھی تھے۔آپ کو تاریخ اسلام سے گہرا شغف تھا۔آپ کی شاعری پر مقصدیت کا غلبہ تھا لیکن مشاعرانہ خوبیوں سے بھی معمور تھی، اس کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی شوخی، جرات و بے باکی اور دیگر مترنم خوبیوں کے باعث جدید شاعری کی نمائندگی بھی کرتے تھے۔ان کی شاعری میں ایسی خوبیاں اور جواہر بھی موجود ہیں کہ ان کی ہنگامی شاعری میں بھی اس کے اُوصاف کی چمک موجود ہے۔مولانا ظفر علی خان کو وطن سے محبت تھی اور عظیم لیڈر سے بھی بے حد محبت تھی جن کی بدولت آج دنیا میں پاکستان بڑی شان سے موجود ہے۔بہادُر اور سچے لیڈر قائد اعظم محمد علی جناح سے مولانا ظفر علی خاں کو بہت عقیدت اور محبت تھی۔آپ نے قائد اعظم کی تحسین میں بہت سی نظمیں اور اشعار لکھے۔اُن نظموں میں سے ایک نظم ’’چمنستان‘‘ سے ہے اس نظم کا عنوان ’’یومِ محمد علی‘‘ ہے، جس میں مولانا ظفر علی خاں نے قائد اعظم کی بے پناہ محنت اور سچی لگن کو بہت خوبصورت انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے نظم پیشِ خدمت ہے:

’’یومِ محمد علی‘‘

دلکش فضا وطن کی محمد علی سے تھی
رنگینی اس چمن کی محمد علی سے تھی
ذوق سلیم جس کے مزے بھولتا نہیں
شیرینی اُس سخن کی محمد علی سے تھی
ہیں زندہ جس سے عہد کہن کی روائتیں
رونق اُس انجمن کی محمد علی جناح سے تھی
اب تک لگی ہوئی جو کروڑوں دلوں میں ہے
بے تابی اُس لگن کی محمد علی سے تھی
توحید کی رسن نے بتوں کو جکڑ لیا
اور تافت اُس رسن کی محمد علی جناح سے تھی
زندوں کو جس نے مطلع الانوار کر دیا
تابانی اُس کرن کی محمد علی سے تھی
سر پر لپیٹ لیتے ہیں جس کو غزا کے وقت
آرائش اُس کفن کی محمد علی سے تھی
اعتبار کی گرفت سے اُمید مخلص

شیخ اور برہمن کی محمد علی سے تھی
توحید کے اصول کی حرمت کے ساتھ ساتھ
ذلت ہر اک دشن کی محمد علی سے تھی(۳)

یہ نظم ۴ جنوری ۱۹۳۸ء کی شام یومِ محمد علی کی تقریب کے موقع پر پیش کی گئی، حبیبیہ پال (اسلامیہ کالج) لاہور میں مسلم سٹوڈینس فیڈریشن زیرِ صدارت مولانا ظفر علی خان کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔حاظرین کی فرمائش پر یہ نظم قائداعظم کی نذر کی گئی۔حاضرین نے اس نظم کو بہت پسند کیا۔اس نظم کو پڑھ کر اندازہ ہوجاتا ہے کہ مولانا ظفر علی خان کو قائداعظم سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی۔قائداعظم کی بے لوث اور سچی لگن کو کتنے خوبصورت الفاظ میں سراہا ہے اُن کی قربانیوں کی حقیق تصویر یس نظم میں پیش کی گئی ہے۔قائداعظم ہمارے لیے بہت قابل اور اپنے ارادوں میں مضبوط لیڈر ثابت ہوئے۔اسلام اور مسلمانوں سے خاص محبت تھی،اس مہبت نے ہمیں آزادوطن کا تحفہ دیا۔

اس نظم میں مولانا ظفر علی خاں نے قائداعظم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے قائداعظم اندھیروں میں روشنی کا چراغ تھے۔آپ کی رہنمائی میں مسلمانوں کو یہ اُمید ہوگئی تھی کے ہم اسلام کے نام پر ایک الگ وطن بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے ،قائداعظم کا کہا ہوا ہر لفظ اثر رکھتا ہے۔کیونکہ برصغیر کے مسلمانوں کو معلوم تھا کہ یہ ہی ہمارا سچا لیڈر رہے اور ان کی رہنمائی میں ہی ہمیں کامیابیاں ملیں گی۔آپ نڈر اور بے باک لیڈر تھے جن کی روشنی سے سارے برصغیر کے مسلمانون کے دل روشن ہوگئے،عبدالعزیز اپنی کتاب قائداعظم محمد علی جناح میں لکھتے ہیں:

> "آج ہندوستان میں کون ہے جو مسٹر جناح کے نام نامی وزاتِ گرامی سے واقف نہیں،آپ اسلامیانِ ہند کے قائد اعظم ہیں،آپ کا عزم واستقلال، بلند کریکٹر بے باک حق گوئی، سیاست دانی واصابت رائے محتاج بیان نہیں،آپ نے ہندوستان کی قومی تعمیر اور ہندوستانی مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے لیے جو نمایاں حصہ لیا، پوشیدہ نہیں آپ کی پوری زندگی ملک وقوم کی خدمت میں گزری ہے۔"(۴)

مولانا ظفر علی خان نے ایک اور نظم میں قائداعظم کو بہت ہی خوبصورت انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ سیاسی منظر نامہ بھی پیش کیا ہے اور گاندھی کے نظریات اور خیالات کا انکار کرتے ہوئے قائداعظم کے افکار اور خیالات کو پیش کیا ہے اس نظم میں مولانا ظفر علی خان نے دو ٹوک انداز میں دوقومی نظریے کی بات کی ہے اور کہا ہے کے مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں ان کی

تہذیب ، رہن سہن ،ثقافت اور مذہب سب الگ ہے اس لیے دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے اسی دوقومی نظریے کی بنیا پر ہمیں پاکستان جاایسا خوبصوت ملک ملا۔ جہاں آزادی سے ہم اسلام کے مطابق اپنی زندا گی گزار سکیں۔

مولانا ظفر علی خان کی زندگی کو دا یکھیں تو اُن کے قلم نے ہمیشہ سچ لکھا ہے اور یع سچ کیسی خوف وخطر کے بغیر لکھی ہے، ظفر علی خاں بطور صحافی ،شاعر ،مضمون نگار ہر حیثیت میں صرف سچ لکھا اور برصغیر کے مسلمانوں کی حقیقی عکاسی اپنے قلم کے ذریعے کی ،شعلہ بیان مقرر ہونے کی حثیت سے مسلمانوں کا ہر قدم پر ساتھ دیا اور مسلمانوں کی آواز بنے ،مولانا ظفر علی خان کی ایک اور نظم جو چمنستان میں شائع ہوئی جس کا عنوان "محمد علی جناح کا فلسفہ" ہے اس میں ظفر علی خان نے ہندوستان کا سارا نقشہ کھینچ کر اس نظم میں پیش کرتے ہیں اس نظم کا بغور مطالعہ کریں تو اُس کے برصغیر کے سیاسی منظر نامے سے ہم بخوبی ااشنا ہوجائیں گے۔اس نظم میں مزید دیکھیں تو دوقومی نظریہ جس کی آواز قائداعظم نے بلند کی بہت اچھی طرح سمجھ آجائے گا ،مسلمان ہر لحاظ سے ہندووں سے گدا گانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ان دونو قمق کا اکھٹے رہنا ناممکن ہے۔ہم مسلمان گائے کی قربانی کرتے ہیں اور ہندو گائے کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح ہر بات اور عمل میں فرق ہے۔مولانا ظفر علی خان کو دوقومی نظریے کی بھرپور حمایت کی اور قائداعظم کی حمایت میں ہر جگہ آواز بلند کی ۔نظم ملاحظہ ہو:

’’محمد علی جناح کا فلسفہ‘‘

مسلمان پہلے دن سے ہیں بتوں کو توڑنے والے
سنا دو یہ پرانہ قصہ گاندھی کے چیلوں کو
ہبل ہو،لات ہو،شو جی ہوں سب مر کر ہوئے مٹی
بچھڑتا دیکھتی آئی ہے دنیا ان کے میلوں کو
مگر کعبہ کا وہ اللہ قائم اور دائم ہے
پڑا ہے جس سے پالا نہروں کو او ر پٹیلوں کو
مسلماں باندھ کر نکلا ہے اپنے پیٹ پر پتھر
مگر تم بیچ میں لاتے ہو روٹی کے جھمیلوں کو
نہ بھولے سے بھی تم لو نام گنگا کے تھپیڑوں کا
گر اک دن دیکھ لو زمزم کے طوفاں خیز ریلوں کو
مسلماں کی طرح سر سے کفن کیا خاک باندھو گے
سنبھالو جا کے نسل میں وزارت کے گدیلوں کو
جب اپنے خوں سے اس کو سینچنا تم کو نہیں آتا

چڑھاؤ گے منڈھے کس طرح آزادی کی بیلوں کو
یہ مانا کانگریس میں تم بلالو گے ہمیں لیکن
پڑھاؤ گے سبق کس طرح بنیوں کا رہیلوں کو
حجازی فن حدی خوانی کا جب تم کو نہیں آتا
تو کس برتے پہ تھامو گے ان اونٹوں کی نکیلوں کو
مسلماں کے لئے کافی ہے دولت دین قیّم کی
تمہاری طرح گنتا ہے وہ پیسوں کو نہ دھیلوں کو
وہ دن آنے کو ہے جب تم پکوڑے بیچتے ہو گے
مگر ہم بھر رہے ہوں گے مسلمانوں سے جیلوں کو
جواب اس قولِ فصیل کا جواہر لال کیا دیں گے
کہ دیکھو تو مسلماں کی مسلمانی کے کھلیوں کو
گورنر ڈھونڈتے پھرتے ہیں استنجے کے ڈھیلوں کو(۵)

قائداعظم کی شخصیت ایسی عظیم ہستی ہے کہ ان کی تحسین میں نہ صرف ان کے ہم عصر شعرا نے شاعری کی بلکہ بعد میں آنے والے شعرا نے بھی ان کو اپنی شاعری کے ذریعے خراجِ تحسین پیش کیا۔ یہ سلسلہ قائداعظم محمد علی جناح کے دور سے جاری ہے اور دورِ حاضر تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ قائداعظم نے صحیح معنوں میں ملت کا پاسبان بن کر دکھایا، پاکستان زندہ باد۔

حوالہ جات

۱۔ محمد زکریا، خواجہ، ڈاکٹر، انتخابِ زریں اُردو نظم، لاہور: سنگت پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۰۵
۲۔ مسکین حجازی، ڈاکٹر، پنجاب میں اُردو صحافت، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ص: ۲۲۰۔۲۱۹
۳۔ ظفر علی خان، چمنستان، لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ، س ن، ص: ۱۶۹
۴۔ عبدالعزیز، دیباچہ: قائداعظم محمد علی جناح، بمبئی: مکتبہ لیگ، س ن
۵۔ ظفر علی خان، چمنستان، ص ۱۲۱۔۱۲۰

☆......☆......☆